السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

کسی نیک بزرگ یا پیر یا پیشوا کے ہاتھ اور پاؤں کو تعظیماً بوسہ دینا درست ہے یا نہیں کیونکہ ابوداؤد شریف ج: ۳ حدیث نمبر ۸۴۰ا میں ہے کہ کچھ لوگ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور نبی اکرم ﷺ کے ہاتھ اور پاؤں کو (بوسہ دیا کیا ہم بھی کسی نیک سیرت بزرگ کے ہاتھ اور پاؤں کو بوسہ دے سکتے ہیں۔ (سائل: محمد احمد قلعہ کالروالا تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ) (۷، ستمبر ۱۹۹۰ء

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

امام ابوداوَد نے اپنی ''سنن'' میں کئی احادیث نقل کی ہیں۔ جن میں رسولِ کریم ﷺ کے ساتھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی محبت کی ان صورتوں کا ذکر ہے جن میں صحابہ رضی اللہ عنہم نے آپ ﷺ کے ہاتھ، پاؤں یا جسم کو بوسہ دیا۔ اسی طرح نبی ﷺ نے جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے ماتھے پر بوسہ دیا اور انھیں اپنے ساتھ لگایا۔ اسی طرح آپ ﷺ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو چوما کرتے تھے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ملاقات میں دونوں کا آپس میں چومنا ثابت ہے۔ سوال میں جس روایت کی طرف اشارہ ہے وہ وفد عبدالقیس کا واقعہ ہے جس میں ایک شخص منذر الاشجع بھی تھا۔ لیکن دوسرے ساتھیوں کے رسول اللہ ﷺ کی طرف لپک کر بوسے دینے کے باوجود اس شخص نے تحمل اور وقار کا مظاہرہ کیا اور تسلی سے اپنا سامان اور سواری باندھ کر نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور دوسروں کو بوسوں سے اظہارِ محبت کے باوجود منذر کے تحمل اور تسلی سے کام کرنے کی تعریف فرمائی۔ (سنن ابی داوَد مع عون المعبود، ج: ۴، ص: ۵۲۳تا ۵۲۶

مذکورہ بالا احادیث میں ذکر کردہ واقعات محبت کی علامات ہیں اور رسولِ کریم ﷺ کی محبت دین کی اصل ہے جیسا کہ حدیث میں ہے:

(لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى اَكُوْنَ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ وَالِدِهٖ وَوَلَدِهٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ' (صحيح البخاری، بَابٌ: حُبُّ الرَّسُولِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الاِيمَانِ، رقم: ۱۴ '

''اور بخاری ہی کی ایک دوسری حدیث میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو آپ نے یہ وضاحت بھی فرمائی کہ اگر کوئی شخص اپنی جان سے بھی زیادہ نبی ﷺ سے پیار نہ کرے تو وہ بھی مومن نہیں۔

یہ محبت اگرچہ رسول اللہ ﷺ کا خاصہ ہے جو کسی اور سے نہیں کی جا سکتی تاہم وہ افعال جو محبت کا مظہر ہیں۔ دوسروں کے ساتھ بھی انجام دیے جا سکتے ہیں جیسا کہ اپنی اولاد کے ہاتھ پاؤں چومنا پیار کی نشانی ہے۔ اور خود نبی ﷺ نے اس کی ترغیب فرمائی ہے اور ایسی چیزوں سے محرومی بے رحمی پر محمول کی ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ ہمارا یہی وطیرہ بزرگوں اور پیروں سے روا ہے بظاہر اگر اس کی وجہ دین کی محبت اور علم کا احترام ہو تو یہ صورت جائز معلوم ہوتی ہے لیکن بعض کام مختلف پہلوؤں کے حامل ہوتے ہیں۔ ایک پہلو سے پسندیدہ ہونے کے باوصف دوسرے پہلو سے خرابیوں کا باعث ہوتے ہیں یا کسی بڑے گناہ سے مشابہت ہو سکتی ہے تو برائی کے ذرائع بند کرنے کے لیے اہل علم اس سے روکتے بھی ہیں۔ جیسے کسی پیر، فقیر کے پاؤں کو بوسہ دینے کے لیے جھکنے کی صورت سجدہ کے مشابہہ ہے۔ اور محمد ﷺ کی کامل شریعت میں اسی وجہ سے سجدہ تعظیمی تک کو شرک قرار دیا گیا ہے۔

امام شاطبی رحمہ اللہ وغیرہ نے بدعت کی بحث میں ایک بدعت اضافی کا ذکر کیا ہے جس کی تعریف ایسا کام ہے جو کتاب و سنت کی طرف منسوب ہو، لیکن شریعت کی مقررہ حدود سے متجاوز ہو جائے۔ سلف صالحین سے اس احتیاط کے پیش نظر ایسی چیزوں کو چھوڑنا یا مٹا دینا بھی ثابت ہے۔ جس سے عوام حدودِ شرعیہ کا پاس نہ رکھیں جیسے کہ صلح حدیبیہ کے وقت جس درخت کے نیچے چودہ سو صحابہ رضی اللہ عنہم نے نبی ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کی تھی جب بعد میں اُس کو دیکھنے کے لیے عوام اہتمام کرتے نظر آئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس درخت کو ہی کٹوا دیا۔

امام شاطبی رحمہ اللہ اولیاء اللہ کی تعظیم میں ان کی پیروی کی تاکید کرتے ہیں لیکن ان کو چومنا چاٹنا بدعات اضافیہ میں سے شمار کرتے ہیں۔ کیونکہ امام مالک رحمہ اللہ نے بزرگوں کی تعظیم کی غرض سے ان کے ہاتھوں کا بوسہ برا جانا ہے۔

اور امام سلیمان بن حرب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ہاتھ کا بوسہ ایک چھوٹا سجدہ ہے۔ اسی طرح حافظ ابن عبدالبر نے بعض اسلاف سے نقل کیا ہے بلکہ اموی خلیفہ ہشام بن عبدالملک کے ہاتھوں کو بوسہ دینا چاہا تو اس شخص کو ایسا کرنے سے منع کر کے اپنا ہاتھ پیچھے کھینچ لیا۔ اور کہا کہ یہ کام عربوں میں ہلکا آدمی کرتا ہے، اور عجم میں ذلیل آدمی، یہی وجہ ہے کہ علماء ایسے کام کی خواہش رکھنے والے کو تکبر کا مریض قرار دیتے ہیں کہ اس غرض سے اپنے ہاتھوں کو (لوگوں کے سامنے کرنا بالاتفاق مکروہ ہے۔ (تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو، الابداع فی مضار الابتدائ، ص: ۱۹۲۔ ۱۹۳

شرک کی تاریخ سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ اس کی ابتداء نیک لوگوں کے ساتھ عقیدت کے ایسے اظہار سے ہوئی جو بظاہر ان کی نیکی کی عظمت کا اعتراف تھا جو بعد میں ان سے متعلقہ تصاویر اور قبروں کے احترام کی ایسی صورتیں اختیار کرتا رہا۔

جنھیں شریعت کی تکمیل میں بالآخر منع کر دیا گیا۔ لہٰذا تصویر کشی اب بدترین عذاب کی وعید کا مستوجب ہے تو خاص قبروں کی زیارت کے لیے سفر کرنے کی سختی سے ممانعت آئی ہے۔ آج کل مختلف تہذیبوں میں میل ملاقات کے آداب سے بعض لوگ ایک دوسرے کو بوسے بھی دیتے ہیں جس سے مقصد خلوص و محبت کا اظہار ہوتا ہے ایسا اظہار چونکہ تکبر کی بنا پر نہیں ہوتا۔ لہٰذا اسے بھی مکروہ نہیں کہا جا سکتا۔

خلاصہ یہ ہے کہ دست بوسی اور قدم بوسی کی اجازت یا تو صرف محبت کی غرض سے ہو سکتی ہے جیسے انسان اپنے بچوں سے کرتا ہے یا نبی ﷺ کے لیے احترام کی صورت میں جو عظمت رکوع اور سجود کے شبہ سے خالی ہو۔ فتنوں کے اس دور میں ایسے آداب جن سے مقررہ حدود سے تجاوز کرنے کا خطرہ ہو یا عوام کے شرک و بدعت میں مبتلا ہونے کا خوف ہو۔ احتراز ہی کرنا چاہیے۔

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاویٰ حافظ ثناء اللہ مدنی

جلد:3، متفرقات: صفحہ:636

محدث فتویٰ